رجسٹرڈ نمبر ۱۰۹۳
اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰهَ يَنْصُرْكُمْ وَيُثَبِّتْ اَقْدَامَكُمْ
جلد (۲۱) نمبر (۲۸)
جلد نمبر ۲۱ نمبر ۳۱
چھپا دستِ ہمت میں زورِ قضا ہے
مثل ہے کہ ہمت کا حامی خدا ہے
الحکم
ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی قادیان دارالامان
مورخہ ۲۸ دسمبر ۱۹۱۹ء
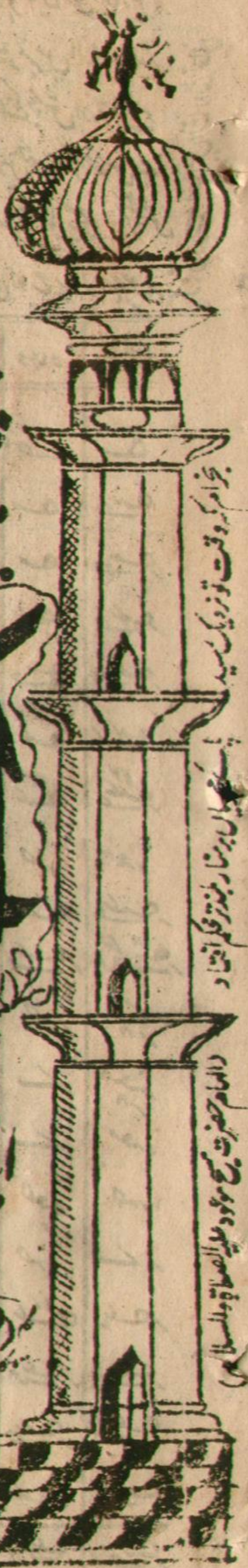
اور آپ کے خدام کو پہنچائی جاتی ہیں -

(۶)

قادیان کے سکھوں اور زمینداروں کا آپ کے خدام کے ساتھ یہ سلوک تھا کہ اگر کوئی احمدی کسی کھیت میں رفع حاجت کے لیے جاتا ہے اور کھیت والا دیکھ پاتا تو فوراً اس احمدی کے پاس پہنچتا اور کہتا کہ نجاست کو اُٹھاؤ - اور اپنے دامن میں ڈال کر لے جاؤ - کھیت والے کی اس حکم کی تعمیل ہوتی تھی - اگر احمدی سستی دکھلاتے تو زمیندار کسان اٹھ کر ان کو گریباں چھین کر لیجاتے "پنجاب کے شہزادے" کا حکم تھا کہ ان مظالم کو برداشت کرو مگر مقابلہ نہ کرو - اس اثناء میں ایک موقع آن پڑا کہ دور دراز سے آئے ہوئے احمدی اپنی رہائش کے لیے مکانات تعمیر کرنے کے لیے اس میں بھرتی ڈالنے لگے جو حضرت اقدس کی اپنی جد ملکیت ہے - گاؤں کے لوگ ان احمدیوں پر ٹوٹ پڑے - مارنے کے لیے اُٹھ دوڑنے والے سکھ وغیرہ تھے - وہ افغانستان کی جنگ جو مٹی سے بنے ہوئے دیو نژاد پٹھان - مگر مسیح کی تعلیم کے اثر کو دیکھو کہ پتھر کھاتے ہیں اور زمین پر بیہوش ہو ہو کر گرتے ہیں - مگر ان کے دفع شر کے لیے ہاتھ نہیں اُٹھاتے -

حکومت وقت کے پاس فریاد گئی - حاکم نے ان ملزموں کو کہہ دیا کہ مرزا صاحب کو خوش کرو - ورنہ قید میں ڈالدونگا - ملزموں کو بھی یقین ہو گیا کہ اب ہم نہیں بچ سکتے - اس وقت ایک ہی چارہ کار دیکھتے ہیں - جو یہ ہے کہ حضرت اقدس کے پاس آتے ہیں اور کہتے ہیں "ہم آپ کی رعیت ہیں ہم سے غلطی ہوئی آپ معاف کریں" شاید کوئی خیال کرے کہ آپ نے انھیں دھتکار دیا ہوگا - نہیں - نہیں -

اس عفو و کرم مجسم نے بغیر کسی تمہید کے صاف کہدیا - "ہم معاف کرتے ہیں"

(۷)

قادیان کے آریوں نے حضرت اقدس کے خلاف جو جد و جہد کی ہے اس سے کون نہیں واقف - مگر آپکے فیض کرم کی بارشیں ان پر ہوتی رہی ہیں - دیر کی اور بہت دیر کی بات ہے کہ ایک لالہ صاحب بیمار ہو گئے - اور بیمار بھی تپ دق یا سل کے - راوی نے بتایا کہ ان کے والد نے ان کو اپنے گھر سے نکال دیا - حضرت اقدس کو معلوم ہوا تو آپ اپنے مکان پر انھیں لوالائے - اور وہیں خدام کو حکم دیا کہ ان کی خدمت کریں - لالہ صاحب کی بیوی آپ کو کھانا بھجواتی تھی - علاج حضرت اقدس کرتے تھے - دو تین مہینہ کے بعد لالہ صاحب کو خدا تعالیٰ نے صحت دیدی

(۸)

میرزا اسمٰعیل بیگ صاحب قادیانی جنکو بچپن سے حضرت اقدس کا خادم ہونے کا شرف حاصل ہے بیان کرتے ہیں کہ آخیر میں حضرت اقدس کے والد ماجد مقدمات میں اکثر حضرت اقدس ہی کو پیروی کے لیے بھیجا کرتے تھے - جب آپ جاتے تو سواری کے لیے گھوڑا بھی ساتھ ہوتا - میں بھی ہمرکاب ہوتا - لیکن جب آپ چلنے لگتے تو آپ پیدل ہی چلتے - مجھے گھوڑے پر سوار کردیتے بار بار انکار کرتا اور عرض کرتا کہ حضور مجھے شرم آتی ہے - آپ فرماتے کہ "کیوں؟ تمھیں گھوڑے پر سوار ہونیسے شرم کیوں آتی ہے - ہمیں تو پیدل چلنے میں شرم نہیں آتی"

مرزا اسمٰعیل بیگ کہتے ہیں کہ جب آپ قادیان

سے چلتے تو ہمیشہ پہلے مجھے گھوڑے پر سوار
کرتے۔ جب نصف سے کم یا زیادہ رستہ
طے ہو جاتا تو میں اُتر پڑتا آپ سوار ہو جاتے۔
اور اسی طرح جب عدالت سے واپس ہونے لگتے
تو پہلے مجھے سوار کرتے اور بعد میں آپ سوار ہوتے
اور جب خود سوار ہوتے تو گھوڑا جس چال سے
چلتا اُسی چال سے چلنے دیتے۔ ایسا ہوتا گویا
کہ باگوں کو سہارا بھی نہیں ہوا

(۹)

حضرت منشی روڑے خاں مرحوم نے مجھے ایک دفعہ بتایا تھا کہ
جب آخری بار حضرت اقدس دہلی کو جانے لگے تو میں بھی وہیں تھا۔ رات کے
وقت گھر جانے کی اجازت طلب کی تو فرمایا کہ منشی جی صبح کو میں بھی چلوں
گا آپ بھی ساتھ چلیں۔ . . . .

. . . .

صبح کے وقت حضرت ام المومنین کی سواری پہلے چلی
گئی۔ آپ بعد میں مکان سے چلے اور احباب بھی
ساتھ تھے جو موڑ تک ساتھ رہے۔ وہاں پہنچکر
حضور ہی نے فرمایا کہ آپ صاحبان واپس جائیں
میں سوار ہوتا ہوں۔ جب لوگ واپس ہو گئے تو حضور
رفع حاجت کے لیے جنگل میں گئے۔ بعد میں آپکو وضو
کرانے لگا۔ اور وضو کراتے ہوئے میری زبان سے
نکل گیا کہ میں چاہتا تھا کہ بٹالہ میں لڑکی سے مل لیتا
آپ نے فوراً فرمایا کہ منشی جی آپ یکہ پر سوار ہو کر
جائیں میں بعد میں آتا ہوں۔ حضور نے اس انداز
میں کہا کہ میں انکار نہ کر سکا اور یکہ پر سوار ہو گیا میں
لڑکی سے مل کر سٹیشن پر پہنچا تو ابھی حضرت اقدس
وہاں نہ پہنچے تھے۔ میں آپ کو دیکھنے کے لیے
سٹیشن سے واپس ہوا۔ جب کچھ دور آیا تو دیکھا
کہ اس حال میں کہ کمر باندھی ہوئی ہے اور ہاتھوں میں
عصا ہے اور خدا کا پہلوان جھومتا چلا آتا ہے۔ میں نے
عرض کیا حضرت تکلیف ہوئی ہوگی فرمایا "نہیں منشی جی
بہت آرام سے آیا ہوں"

(۱۰)

ایک آدھ شخص سے تو کوئی شخص تصنع کر سکتا ہے۔
لیکن جمہور سے تصنع نہیں ہو سکتا۔ حضرت اقدس
کے جس قدر دیکھنے والوں سے میں نے پوچھا ہے
وہ یہی کہتے ہیں کہ ہمیں ایسا معلوم ہوتا تھا کہ
آپ ہم سے جسقدر محبت فرماتے ہیں کسی دوسرے
کو میسر نہ ہوگا۔ مثال کے طور پر ایک بات عرض کرتا
ہوں کہ گذشتہ جولائی سنہ ۱۹ء میں سلسلہ کے ایک
کام کے لیے مجھے علاقہ پٹیالہ میں جانا پڑا۔ سرہند کے
پاس ایک گاؤں خانگڈھ ہے۔ وہاں کے احباب
ملے۔ وہاں کی جماعت میں ایک بزرگ کرم بخش یا اسی
قسم کا ان کا نام ہے۔ حضرت اقدس کے وقت کے
احمدی ہیں اور وہاں زمینداری کرتے اور ہل چلاتے ہیں۔
اُن سے جب گفتگو ہوئی تو ضمناً انھوں نے بتایا کہ
جب میں حضرت کو ملنے کے لیے قادیان میں گیا۔
تو حضور اس انداز سے ملے کہ مجھے ماں باپ کی
محبت بھی فراموش ہو گئی اور ایسا معلوم ہوا کہ
یہ تو ماں باپ سے زیادہ محبت کرنے والا انسان
ہے۔

(۱۱)

حضرت مسیح موعود کے ایک پرانے خادم اکبر
خاں صاحب ساکن سنور ہیں۔ جو مدت سے
دارالامان میں بود و باش رکھتے ہیں انھوں نے
حضرت اقدس کی چشم پوشی اور حلم کی دو مثالیں
سنائیں۔ وہ میں حوالہ قلم کرتا ہوں۔ انھوں نے
بتایا کہ جب ہم وطن چھوڑ کر دارالامان میں آگئے

تو ہمیں حضرت اقدس نے اپنے مکان میں ٹھہرایا۔
حضرت اقدس کا قاعدہ تھا کہ رات کیوقت موم بتی سے کام لیتے تھے۔ اور بہت سی موم بتیاں روشن کرتے تھے۔ جن دنوں میں آیا میری لڑکی بہت چھوٹی تھی۔ ایک دفعہ حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کمرے میں بتی جلا کر رکھ دی۔ مگر اتفاق ایسا ہوا کہ وہ بتی گر پڑی اور تمام مسودات جل گئے۔ علاوہ ازیں اور بھی چند چیزوں کا نقصان ہوگیا۔ تھوڑی دیر کے بعد جب معلوم ہوا کہ حضرت اقدس کے کئی مسودات ضائع ہوگئے ہیں تو تمام گھر میں گھبراہٹ پھیلی۔ میری بیوی اور لڑکی کو سخت پریشانی ہوئی۔ کیونکہ حضرت کتابوں کے مسودے بہت احتیاط سے رکھا کرتے تھے۔ لیکن جب حضور کو معلوم ہوا تو حضور نے اس واقعہ کو یہ کہکر رفت گذشت کر دیا کہ خدا کا بہت ہی شکر ادا کرنا چاہیے کہ کوئی اس سے زیادہ نقصان نہیں ہوگیا۔

اسی طرح خانصاحب اکبر خاں صاحب نے بتایا کہ مسجد مبارک کی اوپر کی چھت پر سے حضرت اقدس کے مکان پر جانے کے لیے پہلے بھی اسی طرح ایک رستہ ہوتا تھا۔ جیسا کہ اب ہے اور اس میں نیچے اوترنے کیلیے ویاڑ کی ایک سیڑھی لگی تھی ایک دفعہ میں لالٹین اٹھا کر حضرت اقدس کو رستہ دکھانے لگا۔ اتفاق سے لالٹین ہاتھ سے چھوٹ گئی۔ لکڑی پر تیل پڑا نیچے سے اوپر تک آگ لگ گئی۔ میں بہت پریشان ہوا۔ بعض لوگ بھی کچھ بولنے لگے۔ لیکن حضرت اقدس نے فرمایا خیر ایسے واقعہ ہو ہی جاتے ہیں مکان بچ گیا۔

مولوی محمد حسین بٹالوی حضرت اقدس کا کیسا عنید دشمن ہے؟ آپ کی جان کا آپ کی عزت کا آبرو کا غرض ہر چیز کا دشمن ہے۔ اگر اس کی دشمنی دیکھنی ہو تو ان تحریروں کو دیکھنا چاہیے جو اس نے خود شائع کیں اور اپنے چیلے چانٹوں سے خود لکھکر حضرت اقدس کی ہتک عزت کے لیے شائع کرائیں۔ آپکی عزت آپ کی اہل بیت کی عصمت پر اس ظالم نے طرح طرح کے حملے کیے اور اپنے ہم خیالوں کی ناپاک کوششوں کو سراہا۔

میں ان تمام مظالم کی فہرست پیش کرنا نہیں چاہتا نہ یہ چاہتا ہوں کہ شرح بیان کروں صرف اشارہ کافی خیال کرتا ہوں۔ مگر اسکے مقابلہ میں حضرت اقدس کے سلوک کو دیکھو۔ حضرت اقدس ایک عدالت میں میں پیش ہیں۔ مولوی محمد حسین آپ کو زک دینے آپکو نیچا دکھانے۔ انتہا یہ آپ کو جرمانہ اور قید کرانے کے لیے گھر سے تیار ہوکر آیا ہے۔ حضرت اقدس کا وکیل مولوی محمد حسین پر جرح شروع کرتا ہے۔ اثنا جرح میں وہ مولوی صاحب سے بعض اس قسم کے سوال بھی شروع کرتا ہے جن کے حل ہونے پر مولوی صاحب کی مشیخت خاک میں ملجاتی۔ حضرت وکیل کا ارادہ معلوم کرکے فوراً اس قسم کے سوال سے روک دیتے ہیں۔ مگر وکیل اپنے موکل کے مدمقابل کو اپنی زد میں پاتا ہے وہ تجربہ کار شکاری کی طرح پھر اسی نکتہ پر آتا ہے۔ آپ پھر روک دیتے ہیں۔ مگر وکیل کا ولولہ اسکو خاموش نہیں رہنے دیتا۔ کیونکہ قاعدہ ہے کہ جب حریف کی کسی کمزوری کا علم ہو جائے۔ تو ہر رائی جتالی ،، کے اصول کے پابند اس کمزوری سے فائدہ اٹھانا خواہ قوت حاصل کرنا اپنا دین وایمان سمجھا

کرتے ہیں۔ چنانچہ وکیل پھر اس مسئلہ کو چھیڑتا ہے۔
اب کی دفعہ حضرت معمولی طور پر نہیں روکتے۔ بلکہ صاف
کہتے ہیں کہ میری طرف سے ہرگز ہرگز آپکو اجازت
نہیں کہ اس قسم کے سوال کریں۔
کیا اس سے بڑھکر خلقِ عظیم کا ثبوت ہو سکتا ہے؟

(۱۳)

پادریوں نے آپ کے خلاف ایک فتنہ کھڑا کیا۔
اور چاہا کہ اپنے خداوند کے مثیل کو دار پر کھنچوائیں۔
جس طرح یہود نے مسیح ناصری کو سولی پر چڑھوایا تھا
لیکن وہ اپنے منصوبے میں کامیاب نہیں ہو سکتے
تھے کیونکہ ہمارا خداوند صرف مسیح نہ تھا بلکہ محمد اور
احمد بھی تھا۔ دشمنوں نے اس ابراہیم کو جلانے کے
لیے فتنہ کی آگ بھڑکائی مگر وہ جانتے نہ تھے کہ آگ
اسکی غلام بلکہ اس کے غلاموں کی غلام ہے۔ والنعم ما
قال المسیح الموعود ؑ

ترے مکروں سے اے جاہل مرا نقصاں نہیں ہرگز
کہ یہ جاں آگ میں پڑکر سلامت آنیوالی ہے

عدالت میں مقدمہ دائر کیا کہ "مرزا غلام احمد" نے
ڈاکٹر کلارک کو قتل کرانیکے لیے ایک شخص کو متعین کیا
اس کی خوب تحقیق ہوئی۔ آخر جھوٹ کھل گیا۔ اور
حضرت اقدس کی صفائی ظاہر ہو گئی۔

اگر حضرت اقدس اس موقعہ پر چاہتے تو پادریوں
پر مقدمہ کر کے اس جھوٹ کی قانونی سزا دلوا سکتے
تھے۔ مگر آپ نے نہ صرف خود درگذر سے کام لیا
بلکہ اپنے خدام کو بھی اس قسم کے مواقع کے لیے ارشاد فرمایا
کہ وہ معاف کرو۔ اور درگزر۔ اور صبر سے کام لو۔ تو یہ
تمہارے لیے استغاثہ کی نسبت بہتر طریق ہے۔
کیونکہ مقدمات اٹھانا اور نالش کرنے بغیر ان
[illegible] ان کے [illegible] نہیں [illegible]

اخلاق کا اپنے اندر رکھتے ہیں"۔

شہاب ! دیکھو خدا نے اپنے احمدؐ کو کیسے
پیارے لفظوں میں مخاطب کیا ہے۔ "بشو کالک
احمد ہی"۔ "یا احمد فاضت الرحمۃ علی
شفتیک"

"مبارک برتو اے مردِ مبارک"

(۱۴)

اس قسم کے واقعات کا اگر زیادہ استفسار اور تفحص
کیا جائے تو ایک دفتر تیار ہو سکتا ہے۔ اگر اللہ
نے مجھے توفیق دی تو ان شاء اللہ جہاں تک مجھ سے
ہو سکے گا جمع کروں گا۔ اور جتنا ہو سکتا ہے کرتا
رہتا ہوں۔ یہ تو حضور کے اخلاق کے بحرِ مواج
میں سے ایک قطرہ کا بھی جزو اقل ہے۔ لیکن میرے
نزدیک اہل بصیرت اس دھندلے آئینہ میں بھی
جمالِ احمد کو درخشاں اور تاباں پائینگے +

الراقم
درویش میخانۂ احمدؐ
یعنی بندہ مہر محمدؐ

وہ اور ہم

نتیجہ فکر جناب مولانا مولوی ابو محمد سید محفوظ الحق صاحب علمی

تکتے ہیں وہ راہ حضرت عیسیٰ کی — ہیں دین و خرد جبھی تو اُنکے شاکی
تکتے ہیں وہ آسماں کی جانب ابتک — اللہ یہ اُن کی سادہ لوحی کبتک
آتا نہیں آسماں سے کوئی انساں — ہرگز نہ کرے محال جوئی انساں
ہیں وہ غمِ انتظار سہنے والے — تقلید کی سخت رو میں بہنے والے
مبہوت ہیں ٹکٹکی لگانے والے — آتے ہیں اس جہاں سے جانے والے
کچھ بھی نہ لا انھیں بجز رسوائی — انعامِ خدا کی ہمنے دولت پائی۔
صد شکر وہ آنے والا ہم میں آیا — افضالِ خدا سے ہم نے اسکو پایا
ہیں منتظرِ "جنابِ عیسیٰ" حیراں — ہم آکے ہوئے ہیں قادیاں میں شاداں
وہ روتے ہیں اور اپنا سر دھنتے ہیں — ہم روز خوشی کی اک خبر سنتے ہیں
وہ صبحِ وصال سے چور رہنے والے — ہم کلفتِ غم سے دور رہنے والے
وہ ہجر کی کلفتیں اُٹھانے والے — ہم لذتِ وصلِ یار پانے والے
وہ ہم سے برابری کرینگے کیوں کر — وہ دعویِ ہمسری کرینگے کیوں کر

فرق است میانِ آنکہ یارش در بر
با آنکہ دو چشمِ انتظارش بر در

"قیامت کا خواب"

رات نے اپنی سیاہ چادر تمام عالم میں پھیلا دی ہے۔ نیند بڑی ہوشیاری سے تمام دنیا کا خاموش نظارہ کر رہی ہے۔ میرے کان میں بھی باد صبا کے الفاظ یہ پیغام پہنچا کر لفظ و معنی کے خیال سے گم ہو جا یعنی سو جا

میں سو گیا۔ اور سوتے ہی بیدار ہو گیا یعنی عالم رویا کی سیر کرنے لگا۔ یہ بھی ایک عجیب دنیا ہے یہاں سب نرالے واقعات۔ دلچسپ حالات۔ تعجب خیز معاملات مشاہدہ ہوتے ہیں۔ حیرت انگیز نظارے آنکھوں کے سامنے آتے ہیں۔

مگر آج کی دید عجیب تر ہے۔ احمد کے غلاموں کے لیے باعثِ مسرت منکروں کے لیے وجہ حسرت ہے سنو۔ کہ ایمان تازہ اور اپنی کامیابی کا اندازہ ہو۔

مبارک ہیں وہ جنہوں نے احمدؑ کو قبول کیا۔

میں نے دیکھا کہ قیامت برپا ہے۔ لوگ گھبرائے ہوئے پھرتے ہیں۔ آسمان سے کچھ اشرفیوں کی مانند برس رہا ہے ایسے بھی لوگ ہیں جو اُن کو بٹول رہے ہیں کچھ استغفار و انابت میں مشغول ہیں اور خوف الٰہی سے رو رہے ہیں۔

پھر ایک بازار دیکھا جس میں لوگ خوف و ہراس سے اِدھر اُدھر بھاگ رہے ہیں۔ اسی حالت میں ایک غیر احمدی مولوی قاضی مفتی محمد ابراہیم صاحب بدایونی میرے سامنے آئے۔

میں نہایت طمانیت کے ساتھ مولوی صاحب سے کہتا ہوں۔ مولانا قیامت تو آگئی مگر جیسا کہ کہتے تھے حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے نہ آئے۔ اگر یہی حضرت مرزا صاحب مسیح موعود نہیں تو بتایئے مسیح موعود کہاں ہیں۔ قیامت تو ہوگئی "

یہ سن کر مولانا لاجواب و مبہوت رہ گئے اور کترا کر تشریف لے گئے۔ میں بیدار ہو گیا۔

احمدؑ کے غلامو! مبارک۔ تمہاری قسمت بیدار ہے۔ تمہارا نصیبا جاگتا ہے۔ منکران مسیح موعود انکار پر تلے رہینگے ان میں ہر ایک اپنی قیامت یعنی موت کو دیکھے گا۔ مگر اپنے فرضی مسیح کو نہ پائیگا۔ ہر ایک انتظار کرتے کرتے مرجائیگا۔ پر آسمان سے کوئی نہ آئے گا۔ پر قیامت کا دن منکران مسیح موعود پر دوہری قیامت ڈھائیگا۔ خوش قسمت ہیں وہ جنہوں نے وقت کو پہچانا۔ نیک بخت ہیں وہ جنہوں نے رسولِ کو مانا۔ سعید اور مسعود ہیں وہ جنہوں نے امام موعود کو قبول کیا۔

ابو محمد سید محفوظ الحق علمی

صداقت مسیح موعود

از قلم۔ م۔ الف۔ آ

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دعاوی کی تصدیق کیلئے جہاں قرآن مجید اور احادیث نبویہ سے بے شمار دلائل ہم آپ کے مخالفین کے سامنے پیش کر سکتے ہیں وہاں ان دلائل کا بھی کوئی شمار نہیں۔ جو آپ کی سچائی ثابت کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے آپ کے ہاتھ سے دنیا پر ظاہر کیے۔ عقل اسبات کو ضروری ٹھہراتی ہے کہ جس طرح ایک صادق مدعی سے پہلے اُس کے آنے کے متعلق شہادات ہوں اسی طرح اُسکے آنے پر بھی ایسے علومات کا ظہور ہو جس سے اُس کے مخالفوں پر حجت بعید ہو سکے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وہ نشانات جو آپ کے ذریعہ دنیا میں ظہور پذیر ہوئے اپنی انواع کے لحاظ سے متعدد قسموں میں منقسم ہیں۔ عام فہم بنانے کے لیے ہم اُن کی دو قسمیں کرتے ہیں ایک تبشیری دوسری انذاری کیونکہ قرآن مجید نے بھی دو ہی ہیں کی ہیں جیسا کہ فرمایا وما نرسل المرسلین الا مبشرین ومنذرین پہلے ہم مبشر نشانات دیکھتے ہیں۔ تو معلوم ہوتا ہے کہ ان کا حلقہ وسعت

تمام دنیا کو اپنے اندر لیے ہوئے ہے اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ دنیا میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام کے جس قدر تعلقات پائے جاتے ہیں۔ ان سب تعلقات میں تبشیری تعلقات کا پہلو موجود ہے۔ انسان کا سب سے قریب اپنی بیوی سے ہوتا ہے۔ اس لحاظ سے دیکھا جاوے تو آپکی کتابوں کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے کئی تبشیری الہامات اپنی بیوی کے متعلق پورے ہوئے۔ چنانچہ دلیل بشارت خود بیوی کے نکاح اور اُس کے آپ کے گھر میں آنے کے متعلق ہے۔ جیسا کہ براہین احمدیہ میں ہے اشکر نعمتی رئیت خدیجتی یعنی خدیجہ عورت تیرے بیاہ میں آنے والی ہے۔ اب واقعات کو دیکھو۔ توجسوقت یہ الہام ہوا اُسوقت نہ کہیں شادی کا سلسلہ جنبانی تھی۔ اور نہ ہی آپ کا منشاء شادی کا تھا مگر خدائی بات پوری ہونے والی تھی جس کا ظہور یوں ہوا۔ کہ واقعہ میں ایک خدیجہ صفت عورت آپکے بیاہ میں آئی اور جو مودۃ اور اخلاص کے تعلقات خدیجہ کو ذات نبوت سے تھے۔ وہی حضرت اقدس علیہ السلام کے اہل سے آپ سے ہوئے۔ علاوہ خدیجہ صفت ہونے کے دو اشارے اس الہام میں اور بھی تھے جو بین طور پر پورے ہوئے۔ ایک یہ کہ وہ عورت سادات میں سے ہوگی اور بنسبت خدیجہ رضؓ کی اولاد ہونے خدیجہ کے لفظ کی مستحق ہوگی۔ دوسرے یہ کہ آپکی نسل اُس عورت سے چلے گی کیونکہ آنحضرت صلعم کی نسل بھی اگر چلی ہے تو خدیجہ سے جیسا کہ بخاری کی ایک حدیث میں آنحضرت صلعم نے خدیجہ رضؓ کی ایک فضیلت یہ بھی بیان کی کہ اُس سے میری نسل چلی ہے۔ بیوی کے بعد اولاد کا درجہ ہے اب ہم آپکی

اولاد کو لیتے ہیں تو کوئی لڑکی یا لڑکا ایسا نہیں ہے جس کی ولادت سے پہلے اُس کے پیدا ہونے کی بشارت آپ کو بذریعہ الہامات کے نہیں ملی پھر وہ الہامات آپ تک محدود نہ رہے۔ بلکہ آپ نے اشتہاروں اور کتابوں کے ذریعہ قبل از وقت اُنھیں شائع کیا۔ چنانچہ حضرت صاحب اپنے ایک شعر میں فرماتے ہیں۔

میری اولاد سب تیری عطا ہے
ہر اک تیری بشارت سے ہوا ہے

بالتفصیل معلوم کرنا چاہو تو تریاق القلوب اور حقیقۃ الوحی کا مطالعہ کرو۔

اولاد کے بعد آپ کے اقربا اور آپ کے خاص احباب جماعت کے متعلق ہیں۔ اقربا میں سے آپ کے بھائی غلام قادر کی صحت کی بشارت جبکہ اُن کو زندگی سے بالکل مایوسی ہو چکی تھی۔ ایک عجیب بشارت ہے۔ احباب میں سے مولٰنا مولوی نورالدین صاحب کے لڑکے عبدالحی کی ولادت کی خبر۔ پھر اُسکا پورا ہونا علیحدہ انسانی دماغ کی بناوٹ سے بالکل بالاتر ہے۔ عام جماعت کی ترقی کے بعد دنیا کے کناروں تک جماعت کا پھیل جانا یہ سب ایسی بشارات ہیں جو آپ کی ہر کتاب میں پائی جاتی ہیں۔ آپکی تبشیری پیشگوئیوں کا دائرہ اسقدر وسیع ہے کہ مسلم و کافر کا امتیاز نہیں جس نے بھی آپ سے تعلق قایم کیا اُس نے ثمرہ بشارت چکھا۔ لالہ ملاوامل نام آریہ آپ کا قدیمی ملنے والا جب تپ دق میں مبتلا ہوتا ہے۔ تو خدا کی رحمت محض اسلیے کہ یہ آپ کے ملنے والوں میں سے ہے۔ یا نار کونی بردا و سلاما ..... کی صورت میں جلوہ گر ہو کر تپ دق کی آگ کو ٹھنڈا کر دیتی ہے غرض

غرض جس شخص نے بھی حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ
والسلام سے کسی قسم کا تعلق قائم کیا اس نے کم و بیش
کچھ نہ کچھ ان بشارات سے حصہ لیا - نشانات کا
دوسرا پہلو انذاری کے نام سے موسوم ہے
اس حیثیت سے بھی آپ کے نشانات اپنے
اندر نہایت وسعت رکھتے ہیں - لیکھرام جو اسلام
اور مقدس بانی اسلام کو دن رات گالیاں نکالتا
ہے - اسی چھری کا شکار ہوتا ہے -
آتھم جو اندرونہ بائبل میں ناجی دجال (معاذ اللہ)
دجال کے نام سے موسوم آتا اسی کی بدولت لحد
میں دھکیلا جاتا ہے -
ڈوئی جو ہزاروں میل پر ہے - اسلام کی تباہی
کی بڑ ہانکتا تھا - اسی کے پنجہ الٰہی میں آکر تباہ
ہوتا ہے جسے اپنی آنکھوں سے دیکھا -
چراغ الدین جمونی کی ہلاکت - غلام دستگیر
قصوری کی موت اسی کے کرشمہ ہیں -
"قادیان کے آریہ اور ہم" اسی کے جوش میں
لکھی گئی - اور شبھ چنتک کے کارکنان کا بیڑہ
عین منجدھار میں اسی نے ڈبویا ان انذاری نشانوں
سے کوئی قوم خالی نہیں - عیسائیوں میں سے
عبداللہ آتھم وید کے متبعین سے لیکھرام نام
نہاد مسلمانوں سے چراغ الدین اور غلام دستگیر
نمونہ کے لیے کافی ہیں - پھر یہ ...... والی
دنیا تک محدود نہیں بلکہ ڈوئی کو ہلاک کر کے
نئی دنیا کو بھی اپنے اندر لے لیتا ہے - پھر افراد
تک محدود نہیں بلکہ تزلزل در ایوان کسریٰ فتاد
ہے - ایرانی سلطنت اور غلبت الروم سے رومی
سلطنت - اور کابل میں پچاس ہزار مریں گے
ریاست کابل کو بحیثیت ملکوں کے حیطہ انذار

میں لیا - پھر زلزلۃ الجنگ کی پیشگوئی کر کے تمام
دنیا کو ڈرایا - اور اسطرح پر ثابت کر دیا کہ دنیا
میں ایک نذیر آیا مگر دنیا نے اُسے قبول نہ کیا
لیکن خدا اُسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور
حملوں سے اُسکی سچائی ظاہر کرے گا -

"مسیح موعود ہم میں"

(از رشحات قلم مولوی غلام نبی صاحب ایڈیٹر الفضل قادیان)

کیا ہی مبارک اور مقدس تھی وہ رات - جس میں مجھ
جیسے عاصی پر معاصی کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ
والسلام کا دیدار فرحت آثار نصیب ہوا - اور کیا ہی
پر لطف اور طرب انگیز تھی وہ گھڑی جبکہ مسیح موعود
کے چند ایک ..... ایمان پرور الفاظ سمع نواز
ہوئے -

چند دن ہوئے میں نے خواب میں دیکھا حضرت
مسیح موعود علیہ السلام دفتر اخبار الفضل کے صحن
میں ایک کرسی پر رونق افروز ہیں چہرہ مبارک
پر نور برس رہا ہے - ریش مقدس نہایت سیاہ
اور چمکیلی ہے - سر پر ترکی ٹوپی پہنے ہیں اور
خاکی لٹھری کوٹ زیب بدن ہے - خدام اخلاص
شعار کا جمگھٹا اردگرد ہے - میں نہایت شوق
اور اخلاص سے حضور کے روئے مبارک کو
دیکھ رہا ہوں - اور دل ہی دل میں خوش ہو رہا
ہوں - کہ الحمد للہ مجھے بھی حضور کی زیارت نصیب
ہوئی - اسوقت میں نے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی
ایدہ اللہ تعالیٰ سے عرض کی - کہ حضور حضرت اقدس سے
دریافت فرماویں کہ کہاں سے تشریف لائے ہیں

حضور نے فرمایا کہ میں نے دریافت کیا تھا - فرماتے ہیں - مکہ معظمہ سے آیا ہوں - میں نے عرض کی حضور مجھے خدا کے فضل سے حضرت اقدس کی زیارت تو ہو گئی ہے - اب چاہتا ہوں حضرت کی زبان مبارک سے کوئی بات بھی سن لوں - اسلیے حضور دریافت فرمائیں -

اس پر حضرت خلیفۃ المسیح ثانی نے حضرت اقدس سے دریافت فرمایا اور حضور نے جواب دیا " میں مکہ معظمہ سے آیا ہوں " یہ الفاظ اب تک میرے کانوں میں گونج رہے ہیں - اور جب کبھی مجھے ان کا تصور آتا ہے تو میرا مو بمو جوش محبت سے بھر جاتا ہے - اور میں پہروں اس سے لطف اندوز ہوتا رہتا ہوں - اس وقت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تیاری کہیں جانے کی تھی - مریدانِ باصفا رختِ سفر باندھ کر آتے اور حضور کے ہمراہ جانے کی اجازت طلب کرتے ہیں - حضور ان کو اجازت فرماتے ہیں - یہ دیکھکر میرا بھی دل چاہتا کہ میں بھی اجازت حاصل کروں - لیکن میں کم گوئی نقص کی وجہ جو فطرتاً مجھ میں پایا جاتا ہے اور اسکے باعث میں اکثر اوقات سخت سے سخت نقصان بھی اُٹھاتا ہوں - خاموش ہوں - اور یہ کہکر اپنے مغموم دل کو تسلی دے رہا ہوں - کہ اخبار جو میرے ہاتھ میں ہے اسمیں حضرت مسیح موعود کے تشریف لیجانے پر " مسیح موعود ہم میں " کے عنوان سے ایک مضمون لکھوں گا - جس میں اپنا اشتیاق ظاہر کروں گا - اسکو پڑھ کر حضرت مسیح موعود مجھے بلا لیں گے - میں ان ہی خیالات میں مستغرق تھا کہ حضرت مسیح موعود روانہ ہو گئے - اور میری آنکھ کھل گئی -

خدا تعالیٰ علیم و خبیر بہتر جانتا ہے کہ اس خواب کا کیا مطلب ہے - لیکن میں نے جو نتیجہ نکالا ہے وہ یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی روحانی تائید ہمارے شامل حال ہے - اور حضور کا روحانی اثر اور جذب دنیا کو اس صداقت اور حقانیت کے قبول کرنے کے لیے تیار کر رہا ہے جو خدا تعالیٰ نے آپ کے ذریعہ ظاہر فرمائی ہے -

حقیقت شناس نگاہیں خوب اچھی طرح دیکھ رہی ہیں کہ دنیا کی حالت روز بروز بد سے بدتر ہو رہی ہے - ایکطرف اگر آتش حرب نے ملکوں کے ملک جلا کر خاک سیاہ کر دیئے ہیں تو دوسری طرف قحط کا خوفناک خوفناک اپنے منہ کھولے ھل من مزید کی صدا لگا رہا ہے - پھر اگر ایک طرف خطرناک طوفان اور وحشت خیز زلزلوں نے زمین کو زیر و زبر کر رکھا ہے - تو دوسری طرف قسم قسم کی بیماریوں اور طرح طرح کی وباؤں کا جال پھیلا ہوا ہے -

یہ سب کچھ کیوں ہو رہا ہے محض اسلیے کہ دنیا کو ماکنا معذبین حتیٰ نبعث رسولا کی حقیقت اور صداقت سے آگاہ کر کے اس زمانہ میں مبعوث ہونے والے نبی حضرت مسیح موعود کی طرف متوجہ کیا جائے - لیکن کیا دنیا خود بخود اس طرف متوجہ ہو جائے گی - ہرگز نہیں - اسکے لیے ضرورت ہے کہ ہم لوگ جنکا دعویٰ ہے اور سچا دعویٰ ہے کہ " مسیح موعود ہم میں " ہم دنیا کو کھول کھول کر بتائیں - اور سمجھائیں کہ ان کے لیے ہر قسم کی آفتوں اور بلاؤں سے بچنے کا صرف یہی ذریعہ ہے - کہ وہ حضرت مسیح موعود کو قبول کریں - پس ہمارا فرض ہے کہ اٹھتے بیٹھتے چلتے

پھر سے ہر وقت ہمارے مد نظر یہی مقصد ہو۔ اور ہم میں سے جن کو خدائے تعالیٰ نے اس امر کی توفیق بخشی ہے۔ کہ وہ کسی قسم کی تکالیف اور مشکلات کی کوئی پرواہ نہ کرتے ہوئے اسی مقصد کے لیے دنیا میں نکل کھڑے ہوئے ہیں۔ ان کی ہر طرح امداد کیجائے۔ ہماری کامیابی اور کامرانی کا وقت قریب آگیا ہے۔ کیونکہ دنیا کے کسی ایک حصہ کے نہیں۔ بلکہ ساری کی ساری دنیا کے دل پے در پے مصائب اور آلام کی وجہ سے پگھل چکے ہیں۔ اور حضرت مسیح موعود کے روحانی تصرف اور اثر کے ماتحت صداقت کو قبول کرنے کے لیے ہمہ تن تیار و آمادہ ہے

پس یہ ایام ہیں یہ موقعے ہیں یہ وقت ہے جبکہ ہم اپنے عمل سے "حضرت مسیح موعود ہم میں" کے دعویٰ کی صداقت کو ثابت کر سکتے ہیں۔ خدا تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق بخشے۔

معجزات مسیح موعود

(۱) آپ بیتی

از قلم جناب مفتی فضل الرحمٰن صاحب داماد حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ

میرے مکرم و معظم بھائی شیخ یعقوب علی صاحب ایڈیٹر اخبار الحکم کی طرف سے یہ پیغام ملا کہ سیدنا مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سوانح پر میں کچھ تحریر کروں میرے پیارے بھائی کو خوب معلوم ہے کہ میں نہ تو ایسا واقف ہوں تاریخ نویس معلوم ہے اور کوئی ایسا لیاقت ہے کہ میں کسی مضمون کو کچھ لکھ سکوں یہ میرا ایک

قبلہ و کعبہ فداہ ابی و امی کی سوانح مبارک پر کچھ لکھ سکوں میرے نزدیک یہ گستاخی ہوگی۔ اگر میں ایسا دعویٰ کروں کہ میں اسپر کچھ لکھ سکتا ہوں۔ اس میں بھی شک نہیں کہ مجھے شیخ صاحب مکرم کی خاطر بھی بہت منظور رہے۔ ۵۲ سال کا عرصہ ہوا ہے کہ میرے ان سے تعلقات برادرانہ ہیں اور وہ مجھے ہمیشہ مہربانی اور احسان سے مشکور فرماتے رہتے ہیں۔ اس لیے ان کی دل شکنی کرنا بھی میں نامناسب خیال کر کے ان کی فرمائش کو یوں پورا کرتا ہوں کہ میں بعض وہ واقعات تحریر کردوں۔ جو خاص میری ذات سے تعلق رکھتے ہیں۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کلام کا نمونہ ہیں۔ اور جو میرے ازدیاد ایمان کا بیّن اور کافی ثبوت ہیں اور میرے لیے آپکے منجانب اللہ ہونے کے لیے آفتاب کی طرح روشن دلیل ہے میرے اپنے ذوق و ایمان کے مطابق اس سے بڑھکر معجزات کیا ہوں گے جو ایک گمراہ شخص کی ہدایت کے لیے کافی بلکہ کافی سے کہیں بہت زیادہ ہیں۔

میں سال ۱۸۹۱ء میں ضلع شاہپور میں ایک محرر محکمہ منصف صاحب میں مقرر ہوا۔ چونکہ خدا تعالیٰ کی مہربانی شامل حال تھی میرے کام سے میرے افسر ہمیشہ اور شروع سے ہی خوش ہوتے تھے۔ اسلیے میں نے بہت جلد ترقی کرنی شروع کی۔ یہاں تک کہ سال ۱۸۹۵ء میں میں نائب تحصیلداری کا امیدوار ہو گیا۔ مگر اسی سال میں میں سخت بیمار ہو گیا اور رخصت ایک ماہ کی لیکر قادیان میں حضرت قبلہ مولوی حکیم نور الدین رضی اللہ تعالیٰ کی خدمت میں بغرض علاج اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں بغرض دعا حاضر ہوا۔ میں جلد صحت یاب ہو گیا اور ایک مہینہ گذرنے کے بعد پھر ملازمت پر چلا گیا۔ اگر خدا کی قدرت کہ حال دیا کر ایک ہفتہ بس پھر سخت بیمار ہو گیا۔ اور پھر ایک مہینہ کی رخصت لیکر

قادیان آگیا - حضرت مسیح موعود نے مجھپر بہت مہربانی فرمائی - اور جب میں ذرا روبصحت ہوا تو آپ نے فرمایا - کہ ملازمت پر جاکر کیا کروگے یہیں رہجاؤ - اور وہاں استعفا دیدو - میری بیوی نے بھی مجھے یہی مشورہ دیا اور میں نے استعفا بھیجدیا - بہرحال - میں مختصر الفاظ میں اتنا کہدینا کافی سمجھتا ہوں کہ میں قادیان میں اقامت پذیر ہوگیا (فالحمد للہ علیٰ ذالک) میرے گھر میں اسوقت اولاد میں دو لڑکیاں اور ایک لڑکا تھا تھوڑے عرصہ کے بعد میرے گھر میں دوسرا لڑکا تولد ہوا - مگر خدا کی قدرت یہ دونوں لڑکے مادرزاد گونگے اور بولے تھے - یعنی نہ سنتے اور نہ بولتے - اور دونوں اکثر مریض رہا کرتے تھے سنہ ١٨٩٨ء میں میری ہمشیرہ کا ہندوستان سے تار آیا کہ وہ سخت بیمار ہے - میں اُن دنوں میں مدرسہ تعلیم الاسلام میں ملازم تھا - میں حضرت کے حکم سے رخصت لیکر وہاں چلا گیا - اور وہاں پہنچکر مجھے محرقہ بخار ہوگیا میں نے وہاں سے حضرت کو تار دیا - آپنے یہاں سے دو آدمی روانہ کیے اور کہا کہ جس حالت میں ہو بے ... غیر میں قادیان میں لایا گیا مگر حالت بہت خراب تھی حضور اُسوقت کسی تصنیف میں مشغول تھے - مجھے دیکھا اور حضرت قبلہ مولوی صاحب مرحوم کو حکم کہ بہت توجہ سے علاج کریں چند روز بعد میری حالت نازک ہوتی گئی - یہانتک کہ مجھے سرسام ہوگیا - میری خوشدامن مرحومہ کی اور میری بیوی کی مرحومہ کی زبانی ہے کہ ایک روز بعد نماز عشاء مولوی صاحب مجھے دیکھنے آئے اور دیکھکر ڈیوڑھی میں مولوی قطب الدین صاحب کو کہہ رہے تھے کہ آج حالت بہت خراب ہے امید نہیں کہ فضل الرحمن صبح تک زندہ رہ سکے - میری خوشدامن مرحومہ دروازہ کے پاس سن رہی تھیں - مولوی صاحب تو دوسرے گھر میں تشریف لیگئے اور میری خوشدامن اسی وقت برقعہ اوڑھکر

حضور میں جا پہنچیں اور میری حالت کا بیان کیا آپنے فرمایا کہ میں تو لکھنے میں بہت مصروف ہوں - مگر میں نے مولوی صاحب کو اس بارہ میں بہت تاکید کردی ہے - تم پھر میری طرف سے انکو جاکر تاکید کرو - میری خوشدامن نے جو کچھ مولوی صاحب مرحوم سے سنا تھا حضور کی خدمت میں عرض کیا وہ کہتی تھیں کہ جب میں نے عرض کیا تو آپ نے فوراً کاغذات کو چھوڑدیا اور فرمایا کہ میں نے تو ابھی اس سے بہت کم سنے ہیں - تم جاؤ میں دعا کرتا ہوں اور اُسوقت سر کو اُٹھاؤنگا جب وہ صحت یاب ہو جاویگا - غرض وہ واپس گھر میں آگئی - رات کے ۱۲ بجے کا بیان ہے کہ مجھے ایک خون کا دست آیا پھر دوسرا پھر تیسرا - تیسرا دست آنے پر میری آنکھیں کھل گئیں نماز صبح کے بعد ماسٹر عبد الرحمن صاحب دروازہ پر تشریف لائے اور میری حالت دریافت کی - تو میرے گھر والوں نے بیان کی - اُنھوں نے کہا کہ مجھے حضرت نے بھیجا ہے آپ مولوی عبد الکریم صاحب کو فرما رہے تھے کہ میں رات کوئی مضمون نہ لکھ سکا کیونکہ میں نے فضل الرحمن کی سخت علالت کا حال سنا تھا میں اُسیوقت دعا میں لگ گیا - کہ بارہ بجے کے قریب مجھے معلوم ہوا کہ صحت ہوگئی ہے - اب یہ معلوم نہیں کہ صحت مرض ہے صحت موت اُسیوقت مجھے حکم دیا کہ جاکر پوچھو کہ اب کیا حال ہے - میرے گھر والوں نے مفصل کیفیت سنائی اور کہا کہ الحمد للہ اب وہ اچھا ہے - پھر حضور متواتر کئی مہینہ تک مجھے تریاق الٰہی کھلاتے رہے اور خود میری خبر کو بھی آتے رہے - یہانتک کہ میں پھر تندرست و قوی ہوگیا -

دوسرا معجزہ - میرا بڑا لڑکا عبد الرحمن سنہ ١٩٠١ء میں فوت ہوگیا اُسکے بعد ایکہی لڑکا عنایت الرحمن رہ گیا اس سے مجھے کمال محبت تھی - یہ دونوں لڑکے

نہ سنتے تھے نہ بولتے تھے ۔ سنہ ۱۹۰۲ء میں میرے گھر میں لڑکی تولد ہوئی اور سنہ ۱۹۰۳ء میں عزیز عنایت الرحمٰن تپ محرقہ میں مبتلا ہو گیا ۔ اُن دنوں میں گورداسپور کے مقدمہ کے لیے حضور گورداسپور رہا کرتے تھے اور میں ہمیشہ ہمرکاب رہتا تھا ۔ ایک روز روانگی کیلیے آپ تیار تھے تو میں نے بچہ کے لیے دعا کیواسطے رقعہ لکھا ۔ حضور نے لکھ بھیجا کہ "میں دعا کروں گا پر اگر تقدیر مبرم ہے تو ٹل نہیں سکتی" مجھے اس سے سخت کھٹکا پیدا ہوا کہ اب یہ نہیں بچ نہیں سکتا ۔ چلنے کے وقت میں حضور کو گھر میں لے آیا ۔ کہ بچہ کو دیکھا جاؤں ۔ آپ نے اُس کی حالت دیکھکر مجھے فرمایا کہ بچہ بہت بیمار ہے آپ آج ساتھ نہ چلیں ۔ میں ٹھہر گیا ۔ رات کو بچہ فوت ہو گیا ۔ صبح دفن کیا تیسرے روز آپ تشریف لائے ۔ لڑکی میری گود میں تھی اور میں گو کہ میں آبدیدہ ہو کر حضور سے ملا ۔ فرمایا تمکو اُس بچہ سے اسقدر محبت تھی کہ میں دیکھتا تھا کہ وہ شرک کی حد تک پہنچ گئی ہے ۔ اسلیے مجھے یقین تھا کہ یہ زندہ نہیں رہے گا مجھے اُسکے مرنے کا بھی بعث رنج ہوا ہے ۔ میں نے تمہارے لیے بہت دعا کی ہے اللہ تعالیٰ تمکو نعم البدل عطا فرما دیگا ۔ اور وہ سننے والا بولنے والا ہو گا ۔ میں نے عرض کیا کہ حضور میرے گھر میں دو لڑکیوں کے بعد دو لڑکے ہوتے ہیں اس لڑکی کے بعد اگر لڑکی ہوئی تو کوئی نعم البدل نہ ملا ۔ اگر لڑکا ہوا تو وہ نعم البدل سمجھا جائیگا آپ ہنس پڑے اور فرمایا کہ میاں ہمارا خدا تو ایسا قادر ہے کہ آئندہ لڑکیوں کا پیدا ہونا ہی روک سکتا ہے ۔ چنانچہ آپ کی پھر دعا ایسی قبول ہوئی کہ میری بیوی کو اُسکے بعد سات بچے ہوئے ۔ اور اُن میں ایک لڑکی بھی نہ تھی ٭

تیسرا معجزہ ۔ جنوری سنہ ۱۹۰۵ء میں میں نے ایک خواب دیکھا کہ میری بیوی کے ساتھ پلنگ پر ہو کر کوئی غیر آدمی سویا ہوا ہے جس کو میں نہیں پہچانتا ۔ میں علی الصباح اُٹھکر گھر میں بغیر کسی سے بات کرنے کے حضور کی ڈیوڑھی پر جا کھڑا ہوا اور دادی کو آواز دی (حضور علیہ السلام میرے حال پر اس قدر مہربانی فرمایا کرتے تھے کہ میں کسی کام کے لیے کسی کو گھر میں آواز دوں تو آپ بعض اوقات باہر خود تشریف لے آتے اور پوچھتے کہ میاں فضل الرحمٰن کیا ہے) اُسی روش کے مطابق حضور میرا آواز سنکر خود ہی تشریف لے آئے اور فرمایا کہ کیا چاہیے میں نے عرض کیا کہ حضور میں نے ایک وحشتناک خواب دیکھا ہے اور وہ بیان کرنے آیا ہوں اور میں نے کسی سے بھی اسکا ذکر نہیں کیا ۔ فرمایا ۔ سناؤ ۔ میں نے مفصل عرض کیا تو ہنسکر فرمایا ۔ کہ کیا تمھاری بیوی کو حمل ہے میں نے کہا کہ ہے ۔ فرمایا یہ لڑکا ہو گا اور نعم البدل ہو گا ۔ اور اسمیں یہ بھی بشارت ہے کہ تم اُسکو جوان دیکھو گے ٭

چوتھا معجزہ ۔ ۱۷ مارچ سنہ ۱۹۰۵ء کو وہ بچہ تولد ہوا اور حضور علیہ السلام نے اُسکا نام فضل کریم رکھا ۔ فالحمد للہ رب العالمین

دسمبر سنہ ۱۹۰۷ء میرے گھر میں ایک اور لڑکا تولد ہوا جسکا نام عبد الحفیظ ہے اُسکی پیدائش چودہ پندرہ روز بعد میری بیوی بیمار ہو گئی ۔ ان ایام میں گداز یعنی ٹیفوئڈ کی بیماری زچگی میں بچوں کو بہت ہو رہی تھی اور قریباً ۲۰ ـ ۲۲ عورتیں ان ایام میں اس مرض سے ہلاک ہو چکی تھیں ۔ عصر کے وقت میری بیوی مرحومہ نے کہا کہ میری گردن میں درد ہے حضرت مولوی صاحب

قبلہ مرحوم سے عرض کی تو اُنھوں نے حب شفا کھلانے کو دی۔ مگر مغرب کے بعد مرحومہ نے کہا کہ آپ حضرت صاحب کے پاس جا کر عرض کریں۔ مجھے درد زیادہ ہے بیں نے حضرت کی خدمت میں جا کر عرض کیا تو آپ نے فرمایا کہ کزاز کا ابتداء ہے۔ جلدی اس کی تجویز کرو اور فرمایا کہ ابھی جا کر دس رتی کونین کھلا دو۔ اور ایک گھنٹہ کے بعد اطلاع دو۔ میں نے آ کر دس رتی کونین کھلا دی عشاء کے بعد میں پھر حاضر ہوا تو عرض کی کہ حالت بدستور ہے بلکہ کسی قدر کشش لگتی ہے فرمایا دس رتی ہینگ کھلا دو اور پھر اطلاع دو۔ میں نے ایک گھنٹہ کے بعد پھر جا کر بدستور حالت بتلائی فرمایا دس رتی مشک دیدو (اور مشک اپنے پاس سے مرحمت فرمایا) ایک گھنٹہ کے بعد پھر جا کر عرض کیا کہ حالت یہی ہے کہ مرض بڑھتا جاتا ہے فرمایا دس تولہ کسٹرائل پلا دو۔ کسٹرائل کے دینے کے بعد مریضہ کو شدید قے ہوئی۔ اس سے گردن بہت کھچ گئی اور آنکھیں پتھرا گئیں اور سانس میں دقت ہو گئی۔ میں بھاگا ہوا آپ کے پاس گیا اور میں ابھی سیڑھیوں میں ہی زور سے جا رہا تھا کہ آپ نے اوپر سے دروازہ کھولا اور فرمایا میاں فضل الرحمن کیوں خیر ہے۔ میں نے مفصل عرض کیا کہ حالت بہت نازک ہو گئی ہے فرمایا۔ دنیا میں جس قدر ہتھیار ہمارے پاس تھے وہ تو سب ہم چلا چکے ہیں اب صرف ایک ہتھیار باقی ہے۔ جو دعا کا ہتھیار ہے۔ تم جاؤ میں اسکے لیے دعا کرتا ہوں اور سر اسوقت اُٹھاؤں گا جب وہ اچھی ہو جاویگی اس اطمینان بخش لفظ کو سنکر میں خوش خوش گھر آیا اور اندر کے کمرے میں چارپائی بچھا کر سو رہا۔ کہ خدا کے برگزیدہ نے اب اس کی صحت کا ذمہ لیا ہے چونکہ قریباً ایک بجے رات کو سویا تھا۔ یہ لازمی تھا

کہ میری نیند دیر سے کھلے۔ مگر جب میری آنکھ کھلی تو مرحومہ میری چارپائی کے قریب کچھ گھر کے برتن درست کر رہی تھی میں نے پوچھا اب کیا حال ہے تو کہا قریباً دو گھنٹے کے بعد مجھے افاقہ شروع ہو گیا اور اب بالکل آرام ہے خفیف سا سر درد باقی ہے۔

میرے پاس اسوقت وقت کافی نہیں ورنہ میں کچھ اور آگے بھی لکھتا۔ مگر اگر خدا نے چاہا تو پھر کبھی سہی بہر حال جو لوگ معجزات کے منکر ہیں وہ آویں۔ اور دیکھیں۔ کیا اس سے بڑھکر بھی کوئی معجزہ ہوتا ہے

کرامت گرچہ بے نام و نشان است
بیا بنگر ز غلمانِ محمد صلے اللہ علیہ وسلم

والسلام

حضرت مسیح موعود کی صداقت اور شورش کیوقت جماعت احمدیہ کی اطاعت

(فاضل سکھوانی کے قلم سے)

خدا کا ہزار ہزار شکر ہے۔ اس نے محض اپنے فضل و کرم سے موجودہ زمانہ میں جو کہ ظہر الفساد فی البر و البحر کا زمانہ ہے۔ مسیح موعود کو بھیجا تاکہ گمراہوں اور بھولے بھٹکے ہوؤں کو سیدھے راستے پر لاوے لیکن جیسا کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے ما یاتیھم من رسول الا کانوا بہ یستھزءون لوگوں کی یہ عادت ہے کہ جب کبھی کوئی انکے پاس رسول بھیجا جاتا ہے۔ تو وہ اس سے ہنسی اور تمسخر کرتے

ہیں۔ پس خدا تعالیٰ مذکورہ بالا قول کو ۔۔۔ کوتاہ اندیشوں اور جاہلوں نے پورا کر دکھایا لیکن جیسا کہ خدا تعالیٰ نے اپنے مرسلین کی صداقت کو دنیا پر ظاہر کرنیکے لیے اُن کو کئی اقسام کے نشانات دیتا ہے۔ ایک اُن میں سے یہ بھی ہے کہ وہ جو کلام کرتے ہیں تو وہ پورا ہوتا ہے۔ جیسے کہ نبی کریم صلعم کے لیے ہے۔ وما ینطق عن الھویٰ ان ھو الا وحی یوحیٰ کہ آپ جو کلام کرتے ہیں وہ وحی ہوتی ہے اور وہ پوری ہوتی ہے پس ذیل میں حضرت مسیح موعود کی تحریرات سے ایک تحریر ہدیہ ناظرین ہے جو کہ موجودہ زمانہ میں بلفظہ پوری ہوئی وہ یہ ہے۔

حضرت مسیح موعود نے ۲۴ فروری ۱۸۹۸ء کو ایک درخواست نواب لفٹننٹ گورنر بہادر دام اقبالہ کی طرف لکھی۔ جس میں آپ نے گورنمنٹ کو توجہ دلائی۔ کہ ایک احمدی فرقہ جو نکہ ایک نیا فرقہ ہے۔ اور بسا اوقات ایسے نئے فرقہ کے دشمن اور خود غرض جنکی عداوت اور مخالفت ہر ایک نئے فرقہ کے لیے ضروری ہے۔ گورنمنٹ میں خلاف واقعہ خبریں پہنچاتے ہیں اور مفتریانہ مخبریوں سے گورنمنٹ کو پریشانی میں ڈالتے ہیں پس چونکہ گورنمنٹ عالم الغیب نہیں ہے اس لیے ممکن ہے کہ گورنمنٹ عالیہ ایسی مخبریوں کی کثرت کی وجہ سے کسی قدر بدظنی پیدا کرے یا بدظنی کی طرف مائل ہو جائے۔ لہٰذا گورنمنٹ عالیہ کی اطلاع کے لیے چند ضروری امور ذیل میں لکھتا ہوں پس اس درخواست میں ان امور کو لکھتے ہوئے صفحہ ۔۔ پر جماعت احمدیہ کے متعلق فرماتے ہیں۔

؎ میں بذریعہ کتاب ہٰذا اور میں دعوے سے گورنمنٹ کی خدمت میں اعلان دیتا ہوں کہ باعتبار مذہبی اصول کے مسلمانوں کے تمام فرقوں میں گورنمنٹ کا اول درجہ کا وفادار اور جاں نثار یہی نیا فرقہ ہے۔ جس کے اصولوں میں کوئی اصول گورنمنٹ کیلیے خطرناک نہیں " پھر صفحہ ۔۔ پر تحریر فرماتے ہیں " میں گورنمنٹ عالیہ کو یقین دلاتا ہوں کہ یہ فرقہ جدیدہ جو برٹش انڈیا کے اکثر مقامات میں پھیل گیا ہے جس کا میں پیشوا اور امام ہوں گورنمنٹ کے لیے ہرگز خطرناک نہیں ہے اور اسکے اصول ایسے پاک اور صاف اور امن بخش اور صلحکاری کے ہیں۔ کہ تمام اسلام کے موجودہ فرقوں میں اسکی نظیر گورنمنٹ کو نہیں ملیگی" پھر صفحہ ۱۲ پر فرماتے ہیں کہ " اور میری جماعت جیسا کہ میں آگے بیان کرونگا جاہلوں اور وحشیوں کی جماعت نہیں ہے۔ بلکہ اکثر ان میں سے اعلیٰ درجہ کے تعلیم یافتہ اور علوم مروجہ کے حاصل کرنے والے اور سرکاری معزز عہدوں پر سرافراز ہیں اور میں دیکھتا ہوں کہ انھوں نے چال چلن اور اخلاق میں بڑی ترقی کی ہے اور میں امید رکھتا ہوں کہ تجربہ کے وقت سرکار انگریزی ان کو اول درجہ کے خیر خواہ پائے گی" پس حضور کا فرمانا کہ جماعت احمدیہ کی نظیر گورنمنٹ کو تمام اسلام کے موجودہ فرقوں میں نہیں ملیگی اور یہ کہ تجربہ کے وقت سرکار انگریزی انکو اول درجہ کا خیر خواہ پائے گی۔ گذشتہ شورش نے جو کہ اپریل و مئی ۱۹۱۹ء میں ہوئی ان دونوں قولوں کی تصدیق کر دی۔ اور جماعت احمدیہ نے اس میں کچھ بھی حصہ نہ لیا جیسا کہ گورنمنٹ پنجاب کے اعلان سے ظاہر ہے۔ اور وہ اعلان اخبار حق میں شائع ہوا تھا اور نیز روزانہ پیسہ اخبار مورخہ ۱۳ مئی ۱۹۱۹ء کالم ۔۔ میں یوں لکھا گیا۔

؎ احمدیہ جماعت قادیان کا کام قابل تعریف ہے

پنجاب گورنمنٹ کو قادیان کی احمدیہ جماعت کی نسبا ہوا ہے کہ وہ باستثنے۔ اور تمام خلاف قانون ایجی ٹیشنوں میں جنھوں نے پنجاب پر دھبہ لگا دیا ہے شرکت سے علٰحدہ رہنے کے متعلق سرگرمیوں کی رپورٹ موصول ہوئی ہے۔ یہ جماعت اپنے پیراؤں کو نصیحت کرتی رہی ہے کہ وہ اس تحریک کے ساتھ کوئی تعلق نہ رکھیں اور خبر ملی ہے کہ انکی کوششیں پورے طور پر کامیاب ہوئی ہیں "

پس جماعت احمدیہ کا ایسے وقت میں جبکہ تمام جماعتیں شورش کرنے پر آمادہ تھیں۔ اور اکثر مقامات میں انھوں نے شورش برپا کی گورنمنٹ کی امداد میں لگے رہنا اور کسی کی گورنمنٹ کے خلاف حرکت نہ کرنا۔ اور انکی خدمات کے صلہ میں پنجاب گورنمنٹ کا اعلان شائع کرنا۔ حضرت مسیح موعود کے فقرہ " اور تجربہ کیوقت سرکار انگریزی ان کو اول درجہ کا خیر خواہ پائیگی " صداقت کا بین ثبوت ہے۔

اور اسی طرح ماہ دسمبر ۱۹۱۹ء میں جشن کے ایام میں جشن کے متعلق اخبار اقبال میں یہ فتویٰ شائع ہوا کہ ایام جشن میں کسی مسلمان کو جشن نہیں کرنا چاہیئے لیکن احمدی جماعت نے بڑے زور شور سے اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم پر عامل ہوتے ہوئے جشن منایا۔ پس اس جشن پر احمدی جماعت کے سوا اسلام کے باقی فرقوں کا جشن نہ منانا حضرت مسیح کے قول " کہ تمام اسلام کے موجودہ فرقوں میں اس کی نظیر گورنمنٹ کو نہیں ملیگی " کافی ثبوت ہے

پس جبکہ حضرت مسیح کی کلام وما ینطق عن الھوٰی ان ھو الا وحی یوحیٰ کے مطابق ہے منکرین مسیح موعود تم صدق دل سے اس سے توبہ کرو۔ اور بجز عرفان سے آکر پاس بیٹھ جاؤ۔

سوئے ہوؤں کو جگا ؤ۔ اور خدا سے ثواب دارین پاؤ۔ والسلام علیٰ من اتبع الھدیٰ۔

جلال الدین مولوی فاضل دسکھوانی

الحکم کے چار خریداروں کیلیے رعایت

دفتر الحکم میں مکرم سید عبدالمجید صاحب منصوری کی طرف سے ایک خط موصول ہوا۔ جس میں وہ تحریر فرماتے ہیں کہ وہ حضرت کی اس تحریک کی بنا پر جو آپ نے جلسہ پر فرمائی تھی ہمیشہ الحکم کو آٹھ روپے سالانہ قیمت پر خرید فرمائینگے۔ خواہ ایک ہی پرچہ سال میں کیوں نہ موصول ہو۔ الحکم کی اصل قیمت پانچ روپیہ ہے۔ میں آپ کے اس اخلاص کو قدر کی نگاہ سے دیکھتا ہوں اور اعلان کرتا ہوں کہ اس اعلان سے ایک ہفتہ کے اندر اندر جو پہلی چار درخواستیں الحکم کی خریداری کے لیے آئیں گی۔ بشرطیکہ وہ غیر مستطیع احباب کی ہوں اُن کو الحکم ۲/۱ روپے پر دیدیا جائیگا۔ میں سید صاحب کا بہت ہی مشکور ہوں۔ اور جزاک اللہ کے ساتھ اُنکے روپیہ کی رسید بذریعہ اخبار دیتا ہوں ؛

محمود احمد

برادر

سلیمان صاحب سکریٹری انجمن احمدیہ مارشینی نے الحکم کو سات خریدار بہم پہنچا دیئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اور خواجہ جزائے خیر دے ؛

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

حسن و احسان والے کا خلق

از جناب مولوی محمد الدین صاحب بی اے (علیگ) ہیڈ ماسٹر
تعلیم الاسلام ہائی سکول دارالامان قادیان۔

سنہ ۱۹۰۱ء میں سخت بیمار ہوگیا۔ قریباً ایک سال سے زائد عرصہ تک مجھے ڈاکٹروں اور حکیموں کا علاج کرنا پڑا۔ لیکن مجھے کچھ فائدہ نہیں ہوا ان دنوں میں حضرت مسیح موعودؑ کی کتب کا مطالعہ کر رہا تھا۔ مجھے میرے مکرم و معظم و محسن بزرگ منشی تاج الدین صاحب پنشنر اکونٹنٹ نے قادیان آنے کا مشورہ دیا۔ مجھے سٹیشن پر آکر گاڑی میں خود سوار کر گئے۔ میں قادیان پہنچا اور پہلے پہل مینے حضرت مسیح موعودؑ کو جمعہ کی نماز پڑھ کر مسجد سے نکلتے ہوئے دیکھا۔ میری طبیعت نے فیصلہ کر لیا کہ یہ مونہہ تو جھوٹے کا نہیں ہوسکتا۔ بعد میں حضرت مولوی نور الدین صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنی بیماری کا حال سنایا۔ آپ نے میرا ناسور دیکھکر حیرانگی کا اظہار کیا اور کہا کہ اس کا رُخ دل کی طرف ہوگیا ہے۔ مجھے فرمایا کہ اس کے لیے دوا کی نسبت دعا کی ضرورت زیادہ ہے۔ مجھے بتلایا کہ مسجد مبارک میں ایک خاص جگہ بیٹھنا۔ میں خود تمہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے ملاؤں گا اور تمہارے متعلق دعا کے لیے عرض کروں گا۔ میں اُس دریچہ کے پاس بیٹھ گیا۔ جہاں سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مسجد میں نماز پڑھنے کے لیے تشریف لایا کرتے تھے۔ حضرت مولوی صاحب بڑھے اور مجھے پکڑ کر حضرت صاحب کے سامنے کر دیا۔ میرے مرض کے متعلق صرف اتنا کہا کہ بہت خطرناک ہے۔ میں نے دیکھا کہ حضرت مسیح موعودؑ کا چہرہ ہمدردی سے بھرا ہوا تھا۔ مجھ سے حضور نے دریافت کیا کہ "یہ تکلیف آپ کو کب سے ہے" اب تیرہ ماہ سے اس دکھ میں مبتلا تھا۔ لوگ آرام کی نیند سویا کرتے تھے۔ لیکن مجھے درد چین نہیں لینے دیتی تھی اسلیے میں اپنے مکان کے بالاخانہ پر ٹہلا کرتا تھا۔ اور میرے اردگرد سونے والے خواب راحت میں پڑے ہوتے تھے۔ میں نے مہینوں راتیں رو کر اور ٹہلکر کاٹی تھیں۔ حضرت کے ان ہمدردانہ و محبت آمیز کلمات نے چشم پر آب کر دیا۔ شکل تو دیکھ چکا تھا۔ اتنے بڑے انسان کا مجھ ناچیز کو "آپ" کے لفظ محبت آمیز و کمال ہمدردانہ لہجہ میں مخاطب کرنا ایک بجلی کا اثر رکھتا تھا۔ میں اپنی بساط کو جانتا تھا۔ میری حالت یہ تھی۔ محض ایک لڑکا بیٹے اور پرانے دید و وضع کپڑے۔ چھوٹے درجہ و چھوٹی قوم کا آدمی میرے مونہہ سے لفظ نہ نکلا سوائے اسکے کہ آنسو جاری ہوگئے۔ حضرت نے یہ حالت دیکھکر سوال نہ دھرایا مجھے کہا کہ "میں تمہارے لیے دعا کروں گا فکر مت کرو انشاء اللہ اچھے ہو جاؤ گے"۔ مجھے اُسوقت اطمینان ہوگیا کہ اب اچھا ہو جاؤں گا۔ پھر میں حضرت مولوی صاحب

کی خدمت میں آیا۔ تو حضرت آپ نے ذرہ بھر خوراک جدوار کی میرے لیے تجویز فرمائی۔ اور اتنی مقدار مجھے کہا کہ پتھر پر گھس کر اس ناسور پر لگا دیا کروں۔ تھوڑے ہی عرصہ میں مجھے افاقہ ہو گیا اور ایک مہینہ میں ہی اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے اچھا ہو گیا۔ یہ پہلا واقعہ ہے کہ مجھے حضرت سے ملنے کا اتفاق ہوا۔ اور میری خوش قسمتی مجھے بیمار کر کے قادیان لے آئی۔ چنانچہ میں نے وطن کو خیر باد کہکر قادیان کی رہائش اختیار کر لی۔ اسکے بعد میری شامت اعمال مجھپر پھر سوار ہوئی حضرت نے لکھا کہ جو شخص سچے دل اور پورے اخلاص کے ساتھ تقویٰ کی راہ پہ قدم مارتا ہے۔ اور آپ کا سچا مرید ہے اُسکو طاعون نہ چھوئے گی۔ لیکن میں ہی نابکار نکلا جو احمدیوں میں سے طاعون میں مبتلا ہوا۔ حالانکہ ہندوؤں اور غیر احمدیوں میں سے پچیس پچیس ۲۵ آدمی بھی روز مرے لیکن باوجود اس امر کے کہ میرا وجود بدنام کنندہ نکو نامے چند تھا۔ تاہم حضرت کی خدمت میں مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم نے عرض کیا کہ اس کا باپ بھی اس کو لینے آیا تھا۔ لیکن اس نے قادیان چھوڑنا پسند نہیں کیا حضرت نے باوجود اس سخت کمزوری کی میرے لیے دعا کی اور دوا بھی خود ہی تجویز فرمائی چنانچہ مجھے معلوم ہوا کہ حضور خود کمال مہربانی سے اپنے ہاتھوں روزانہ دوائی تیار کر کے بھیجتے۔ اور دو تین وقت روزانہ میری خبر منگواتے یہ کمال شفقت ایک گمنام شخص کے لیے جو نہ دنیوی اور دینی لیاقت رکھتا نہ کوئی دینی یا دنیوی وجاہت ایک ادنیٰ اور ذلیل خادموں میں سے تھا۔ میرا ایمان ہے کہ میں آپکی دعاؤں سے ہی بچ گیا۔ ورنہ جن دنوں میں بیمار ہوا اُسوقت طاعونی مادہ ایسا زہریلا تھا کہ شاذ ہی روگی بچتے تھے۔ میرے لیے یہ اخلاق کریمانہ قولی او فعلی ایسے تھے کہ نقش کالحجر مجھے یہ محبت و شفقت اپنے گھر میں ڈھونڈھنے سے بھی نہ ملی تھی۔ اس لیئے میں تو گرویدہ حسن و احسان ہو گیا۔ اب میری یہی دعا ہے کہ میرا انجام بخیر ہو جائے میں اپنے اس محسن و محبوب سے مر کر بھی جدا نہ ہوں

آمین یا رب العالمین

مسیح موعود علیہ السلام کا ایک معجزہ

(از حضرت جناب شاہزادہ حاجی محمد عبدالمجید خان صاحب لدھیانوی)

دارالامان

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاتھ پر ایسے معجزات ظاہر ہو چکے ہیں جن میں سے ہر ایک معجزہ اللہ جل شانہٗ کا ایک عظیم الشان نشان ہے ان سب کر زیادہ چمکتا ہوا نشان پسر موعود کی پیشگوئی ہے۔

پسر موعود کے متعلق جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ "تیزوج و یولد له" یعنی پسر موعود مسیح موعود کو بطور نشان کے دیا جائیگا حدیث مذکورہ کے علاوہ خود حضرت اقدس علیہ السلام نے اللہ جل شانہٗ سے اطلاع پا کر بڑے شد و مد سے پسر موعود کے متعلق وقتاً فوقتاً ہزاروں اشتہارات ملکوں میں شائع فرماتے رہے۔ پس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور نیز حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے فرمودہ کے بموجب ایک ایسے فرزند کا متولد ہونا جس میں وہ تمام خارق عادت پائے جاویں جنکا حدیث میں اور نیز حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہامات میں صراحت سے ذکر ہے۔ ایک بین اور کھلا کھلا نشان ہے جس کو نمایاں نشان کہنا مسلم اور سزاوار ہے۔

اسجگہ پسر موعود سے مراد جناب فضل عمر بشیر الدین حضرت میرزا محمود احمد صاحب کا وجود ہے۔ اللّٰھم متع المسلمین بطول حیاتہ وضاعف اجر حسناتہ۔

دیکھیے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سبز اشتہار کے صفحہ ۲۱ میں فرماتے ہیں "کیونکہ بذریعہ الہام صاف طور پر کھل گیا ہے کہ یہ سب عبارتیں پسر متوفی کے حق میں ہیں اور مصلح موعود کے حق میں نہیں ۔ او مصلح موعود کے حق میں جو پیشگوئی ہے وہ اس عبارت سے شروع ہوتی ہے کہ اُس کے ساتھ فضل ہے کہ جو اُسکے آنے کے ساتھ آئے گا پس مصلح موعود کا نام الہامی عبارت میں فضل رکھا گیا اور نیز دوسرا نام اس کا محمود اور تیسرا نام اس کا بشیر ثانی بھی ہے ۔ اور ایک الہام میں اُسکا نام فضل عمر ظاہر کیا گیا ہے اور ضرور تھا کہ اُس کا آنا معرض التوا میں رہتا جبتک یہ بشیر جو فوت ہو گیا پھر واپس اُٹھایا جاتا"

پس حضرت اقدس علیہ السلام کی اس تحریر سے صاف صاف طور پر پسر موعود کی تعیین ہوتی ہے ۔ کیوں کہ بشیر اول کے بعد حضرت میرزا محمود احمد صاحب ہی جو اب خلیفہ ثانی ہیں بلا فصل پیدا ہوئے ۔ سو مذکورہ بالا پیشگوئی کے مصداق حضرت محمود الصدر ہی ہیں۔

ایسا ہی کتاب حقیقۃ الوحی میں آپ فرماتے ہیں۔ "جب میرا پہلا لڑکا فوت ہو گیا تو خدا تعالیٰ نے ایک دوسرے لڑکے کی مجھے بشارت دی ۔ چنانچہ میرے سبز اشتہار کے ساتویں صفحہ میں اس دوسرے لڑکے کے پیدا ہونے کے بارہ میں یہ بشارت ہے" دوسرا بشیر دیا جاویگا جس کا دوسرا نام محمود ہے ۔ وہ اگرچہ اب تک جو یکم دسمبر ۱۸۸۸ء ہے پیدا نہیں ہوا مگر خدا تعالیٰ کے وعدہ کے موافق اپنی میعاد کے اندر ضرور پیدا ہوگا ۔ زمین و آسمان ٹل سکتے ہیں پر اسکے وعدوں کا ٹلنا ممکن نہیں " یہ ہے عبارت سبز اشتہار صفحہ سات کی جسکے مطابق جنوری ۱۸۸۹ء میں لڑکا پیدا ہوا جس کا نام محمود رکھا گیا اور اب تک بفضلہ تعالیٰ زندہ موجود ہے اور اب سترھویں سال میں ہے " (حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۶۰)

غرض یہ دونوں عبارتیں یعنی سبز اشتہار اور حقیقۃ الوحی کی عبارتیں بآواز بلند حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کو ہی پسر موعود ٹھہراتی ہیں۔

اب اسقدر کھلی کھلی تعیین کے بعد کسی دوسرے پسر موعود اور مصلح موعود کا منتظر رہنا ۔ ایسا ہی ہے جیسا کہ یہودی ان پیشگوئیوں کے پورا ہونے کے منتظر ہیں جو عیسیٰ علیہ السلام اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارہ میں تورات میں مذکور ہیں۔

پسر موعود کے متعلق حضرت مسیح موعودؑ کا یہ الہام ہے کہ " وہ حسن و احسان میں تیرا نظیر ہوگا " اور ایسا ہی یہ الہام بھی ہے کہ " فرزند گرامی ارجمند مظہر الحق والعلاء ۔ کان اللہ نزل من السماء " اور ان کے علاوہ اور بھی الہامات ہیں [illegible] کے اسجگہ درج نہیں کر سکتا ۔ مثلاً " او لوالعزم [illegible] قرب تو سلوم شد " وغیرہ وغیرہ ۔ سو ان الہامات سے ظاہر ہوتا ہے کہ پسر موعود ایک نہایت عظیم الشان انسان ہے۔

اس فرزند موعود ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ کے سایہ اقبال میں آجکل احمدی جماعت ایک خارق عادت طور پر دنیا کے اطراف و اکناف روز افزوں ترقی پر ترقی کرتی جاتی ہے ۔ کہاں قادیان

اور کہاں نائیجیریا۔ اور ماریشیس اور انگلینڈ اور
فرانس اور ایران اور مصر و امریکہ و افریقہ وغیرہ
دیار و امصار بعیدہ ۔

اب دیکھیے اس اقبال مند اور جلیل القدر پسر موعود
کے زمانہ میمنت و برکت میں یہ محیر العقول ترقی ایک خارق
عادت اعجاز ہے یا نہیں۔ عقل تو یہ کہتی ہے
کہ مسیح موعود کا نام و نشان دنیا سے مٹنا چاہیے
تھا۔ کیونکہ مسیح موعود علیہ السلام نے مسیحیت
اور مہدویت کا دعویٰ کرکے تمام خویش و بیگانہ
اور ہر ایک یار و آشنا کو اپنا جانی دشمن بنا
چھوڑا تھا جس کا لازمی نتیجہ یہ تھا کہ بہت جلد
چند روز میں ہی آپ کا خاتمہ ہو جاتا۔ اور ایک متنفس
بھی آپ کا ساتھ نہ دیتا۔ مگر ظاہر ہے کہ برخلاف
اسکے ہم دیکھتے ہیں کہ جب آپ دنیا سے رخصت
ہوتے ہیں تو ایسی حالت میں ہیں کہ جس غرض اور
کام کے لیے خدا نے آپ کو بھیجا تھا وہ غرض
آپ پوری اور تمام کر چکے۔ اور جماعت ایسی
حالت میں چھوڑ گئے کہ جس کی اعجازی نشوونما
اور خارق عادت ترقی پسر موعود کی دردمندانہ
دعاؤں کے ذریعہ ہماری آنکھوں کے سامنے
ہو رہی ہے۔ بفضلہٖ تعالیٰ اب اس فرزند
ارجمند کے جھنڈے کے نیچے اتنے انسانوں کی
جماعت ہے جو ایک بڑی سلطنت کی فوج کی برابر
ہے۔ اس بلند اقبال پسر موعود کے ہاتھوں سے
اور آپ کے حکم کے ماتحت لاکھوں روپیہ
اشاعت اسلام میں صرف ہو چکا ہے۔ اور وہ
دن قریب آتے جاتے ہیں کہ حضرت مسیح موعودؑ کی بولی
"بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے"
بڑی صفائی سے پوری ہوگی۔

اب میں پوچھتا ہوں کہ باوجود ان کھلی کھلی علامتوں کے
حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کے پسر موعود ہونے میں
کیا کچھ کسر باقی رہ گئی ہے۔ کیا آپکی جلیل الشان
عظمت اور شوکت دیکھکر ماننا نہیں پڑتا کہ فی الواقع
الہام کان اللہ نزل من السماء کے مصداق آپ ہی
ہیں۔ اور پھر ایسا ہی آپکے حلیہ مبارک اور ملی فتوحات
جن سے آپ جود و کرم کا دریا بہا رہے ہیں پکار پکار
کر نہیں بتلا رہے ہیں کہ بیشک یہ الہام کہ وہ حسن اور
احسان میں تیرا نظیر ہوگا، آپ ہی پر چسپاں ہے۔

غرض پسر موعود کی تمام علامات حضرت خلیفہ
ثانی میں ثابت اور متحقق ہیں جن سے بتمام تر صفائی
ماننا پڑتا ہے کہ پسر موعود آپ ہی ہیں اور ساتھ ہی
یہ ثابت ہوتا ہے کہ یہ پیشگوئی جسکے مصداق
حضرت خلیفہ ثانی قرار پاتے ہیں ایسا نشان
ہو جسکی چمک کے آگے آفتاب کی روشنی ماند پڑتی
ہے۔ سو الحمد للہ کہ پروردگار نے پسر موعود کے
بھیجنے سے اپنے برگزیدہ مسیحؑ کی صداقت پر
مہر لگا دی۔

باوجود اس عظیم الشان نشان کے
جو ہماری آنکھوں کے سامنے موجود ہے۔
(جس کی نظیر پیش کرنا کسی شخص کے اختیار
میں نہیں) پھر خدا کے مامور کو قبول نہ کرنا
صرف انھیں لوگوں کا کام ہے جو ازلی شقی
ہیں۔ وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب
العالمین +

احمد نبی اللہ کے اخلاق عظیم کا پرتو

انک لعلیٰ خلق عظیم

از ندرت قلم جناب خالد صاحب بن محمد خالد صاحب شہاب
نائب مدیر الفضل دارالامان

(۱)

یہ ایک قرآن کریم کی آیت ہے۔ جس میں اللہ تعالیٰ نے سیدنا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق حسنہ کو بیان فرمایا ہے۔ کہا جا سکتا ہے کہ یہ ایک دعویٰ ہے لیکن اس کا ثبوت سیدۃ النساء حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا وہ قول ہے کہ جب آپ سے دریافت کیا گیا کہ آپ آنحضرت کے اخلاق و عادات بیان فرمائیں تو سیدہ صدیقہ نے ارشاد کیا۔ کان خلقہ القرآن میں کیا بتاؤں آپ کے اخلاق کا مرقع تو قرآن پاک ہے۔ اس کو پڑھو جو کچھ اس میں ہے وہ سب آپ کا دستور العمل تھا۔

(۲)

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بروز اتم سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بھی یہی الہام ہوا۔ پس میں بھی یہی کہتا ہوں کہ میرے آقا احمد نے جو تعلیم دی وہ حضور کا دستور العمل ہے جسے آپ نے لوگوں کے سامنے رکھا۔

اگرچہ یہ کہدینا کافی تھا۔ مگر میں چاہتا ہوں کہ اپنے دوستوں اور بھائیوں کو بروز محمد کے حلم اور مخلوق سے شفقت اور دشمنوں سے سلوک اور دوستوں سے مراعات کے چند واقعات سناؤں۔ تاکہ وہ دیکھیں اور دوسروں کو دکھائیں۔ کہ ان کا آقا کیسا اچھا آقا۔ ان کا بانی کیسا پیارا بانی ہے۔ لیکن جو کچھ میں عرض کرونگا وہ اس مجسم خلق محمد اور پیکر حسن کے کمالات عالیہ کا ایک شائبہ ہوگا۔ کیونکہ اسکے کمالات ان چند صفحوں میں تو کیا دفتروں میں بھی نہیں سما سکتے۔ سچ ہے ؂

داماں نگہ تنگ و گل حسن تو بسیار
گلچیں بہار تو ز داماں گلہ دارد

ہاں ممکن ہے کہ ان باتوں کو جو میں اس مضمون میں ذکر کرنا چاہتا ہوں [illegible] معمولی [illegible] قرار دیا جائے مگر میں ان باتوں کو معمولی [illegible] ان چھوٹی چھوٹی باتوں میں وہ نقش و نگار ہیں کہ اگر توفیق خداوندی [illegible] کرے تو انسان کی چشم بصیرت میں [illegible] عالم پیدا ہو سکتا ہے

(۳)

میرے آقا حضرت مسیح موعود نے اپنی تعلیمات میں بار بار فرمایا ہے کہ [illegible] مخلوق ہیں ان پر جبر و تشدد نہ کرنا چاہیئے۔

حضرت مولانا عبد الکریم مرحوم سیرۃ مسیح موعود میں لکھتے ہیں کہ جن دنوں عبد اللہ آتھم سے

امرتسر میں مباحثہ ہو رہا تھا ایک دن حضرت کو سر درد کی شکایت ہوئی۔ دوست جو ملنے کے لیے آئے تھے۔ ان میں منشی عبد الحق صاحب پنشنر لاہور بھی تھے۔ انھوں نے خیر و عافیت دریافت کی اور کہا کہ آپ کے فرائض کا بوجھ اور کام نازک ہیں۔ آپ کے جسم کی حفاظت کے لیے ایسا ہونا چاہیے کہ لازماً آپ کے لیے مقوی غذا تیار رہا کرے (مفہوم) حضرت نے فرمایا۔ ہاں بات تو درست ہے۔ ہم نے کبھی کبھی کہا بھی ہے۔ مگر عورتیں کچھ اپنے ہی دھندوں میں مصروف ہوتی ہیں کہ باتوں کی چنداں پرواہ نہیں کرتیں۔" اس پر منشی عبد الحق نے کہا۔ اجی حضرت آپ ڈانٹ ڈپٹ کر نہیں کہتے۔ اور رعب پیدا نہیں کرتے میرا یہ حال ہے کہ میں کھانے کے لیے خاص اہتمام کرتا ہوں۔ ممکن ہے کہ میرا حکم کبھی ٹل جائے؟ اور میرے کھانے کے اہتمام خاص میں سرمو فرق آجائے! ورنہ ہم تو دوسری طرح خبر لے لیں۔"

مولانا لکھتے ہیں۔ چونکہ یہ بات حضرت کے حق میں تھی اور میں جانتا تھا کہ ایک دماغی کام کرنے والے کیلیے معمولی غذا سے زیادہ اچھی غذا ہونی چاہیئے۔ اس لیے میں خوش ہوا کیونکہ میں ابھی خود محتاج اصلاح تھا اسلیے بے سوچے بول پڑا (مفہوم) کہ ہاں حضرت! منشی صاحب درست فرماتے ہیں حضور کو بھی چاہیئے کہ سختی کریں۔ یہ سنتے ہی حضرت نے میری طرف دیکھا۔ اور تبسم سے فرمایا۔ "ہمارے لیے دوستوں کو تو ایسے اخلاق سے پرہیز کرنا چاہیے۔" مولانا لکھتے ہیں کہ "بس خدا ہی خوب جانتا ہے کہ اس مجمع میں کس قدر شرمندہ ہوا۔"

(منقول از: سیرت المسیح صلوات ص ۱۶۰)

یہ تھا قول لیکن اب میں یہ دکھانا چاہتا ہوں کہ حضور کا خود کیا طریق عمل تھا۔ مجھے کسی شرح کی یہاں ضرورت نہیں صرف اس کتاب سے ایک واقعہ نقل کرتا ہوں مولانا لکھتے ہیں کہ:۔ اس بد مزاج دوست کا واقعہ سنکر آپ معاشرۂ نسواں کے بارے میں دیر تک گفتگو کرتے رہے اور آخر میں فرمایا۔ میرا یہ حال ہے کہ ایک دفعہ میں نے اپنی بیوی پر آوازہ کسا (یعنی سخت آواز سے مخاطب کیا تھا) اور میں محسوس کرتا تھا کہ وہ بانگ بلند دل کے رنج سے ملی ہوئی اور بایں ہمہ کوئی دل آزار اور درشت کلمہ مونھ سے نہیں نکلا تھا۔ اس کے بعد میں بہت دیر دیر تک استغفار کرتا رہا اور بڑے خشوع و خضوع سے نفلیں پڑھیں اور کچھ صدقہ بھی دیا۔ کہ یہ درشتی زوجہ پر کسی پنہانی معصیت الٰہی کا نتیجہ ہے۔"

(سیرت مسیح موعود ص ۱۶)

اس سلوک کا نتیجہ یہ تھا کہ جب حضور کی وفات ہوئی تو اسوقت ام المومنین نے فرمایا۔

"تو نبیوں کا چاند تھا۔ تیرے ذریعے میرے گھر میں خدا بولا"

اسوقت کو دیکھو کہ مصیبت کا کتنا بڑا پہاڑ ٹوٹا ہے۔ یہ ایسا موقع ہوتا ہے کہ اس میں انسان تصنع کو ہرگز قائم نہیں رکھ سکتا۔ ان فقروں میں یہ بات آئینہ وار ہے کہ حضرت مسیح موعود کا اپنے اہل بیت سے کسی قسم کا تعلق تھا اور آپ اپنے اہل سے کس طرح معاشرہ کرتے تھے۔ آپ کے دعاوی کی صداقت کا ان کے دل میں نقش مرتسم تھے۔

(۴)

لوگوں نے دینداری سے اس امر کو سمجھ رکھا ہے۔ کہ وہ رہبانیت اختیار کرلیں۔ بیوی بچوں سے قطع تعلق ہو جائیں۔ ایک گوشۂ تنہائی ہو۔ اور وہ ہوں۔

کیوں ؟ اسلیے کہ وہ کہتے ہیں کہ اس طریق سے خدا
ملتا ہے۔ لیکن خدا کے رسول ابن محمد رسول اللہ
نے عمل سے ثابت کیا کہ ان تعلقات میں
بندھ جاؤ۔ اور پھر ان ہی کے ہو جاؤ۔ بلکہ ان مشاغل
میں بھی خدا تمہارے پیش نظر ہو۔ اسی طرح ہمارے
زمانہ میں خدا کا نبی مبعوث ہوا۔ اس نے بھی ہمیں
دکھایا کہ ایک خدا کا بندہ کن کن امتحانوں میں
پڑتا ہے۔ اور پھر خدا ہی کا بندہ ثابت ہوتا ہے۔
اب میں یہ دکھاتا ہوں کہ اولاد سے کس قسم سے شفقت
فرماتے تھے۔ احباب نے مولانا عبد الکریم کی مولفہ
سیرت مسیح موعود میں پڑھا ہو گا کہ رات کے وقت کس
طرح اپنے لڑکے کو (جو اسوقت صرف "محمود" تھا
مگر اب مسیح موعود کا خلیفہ ثانی ہے) کو جو رو رہا تھا۔
بہلانے کی کوشش فرماتے تھے۔ باوجود بچہ کے دیر
تک رونے کے آپ نے ایک دفعہ بھی کوئی سخت
لفظ یا سخت آواز سے بچہ کو خاموش کرانے کی
کوشش نہیں کی۔ مگر میں ایک اور واقعہ بتلاتا ہوں
کہ مبارک احمد جب مرض الموت میں مبتلا ہوا
تو اسوقت کے دیکھنے والے بیان کرتے ہیں کہ
آپ کی کیا کیفیت تھی اور کس طرح آپ علاج
کے لیے تگ و دو میں مصروف تھے۔

اس وقت کی حالت کا نقشہ ایک خطبہ جمعہ میں حضرت
خلیفہ ثانی نے ان الفاظ میں کھینچا تھا کہ اُس وقت
ایسا معلوم ہوتا تھا کہ مبارک احمد وہ چیز ہے
جس سے بڑھکر مسیح موعود کی نظر میں کسی کی
وقعت و محبت اور کسی سے اس سے زیادہ
تعلق خاطر نہیں۔ جب وہ فوت ہوا تو بجائے
کسی قسم کا جزع فزع کرنے یا آنسو بہانے
کے دوسروں کو تسلی آمیز کلمات میں صبر کی تلقین
فرمانے لگے +

(۵)

حضور کے بنو عم آپکے کتنے دشمن تھے اسکو وہ
احمدی خوب جانتے ہیں جنھوں نے ان کا وقت
دیکھا ہے۔ مختصراً آپ یوں سمجھیے کہ وہ لوگ
ابولہب سے کم نہ تھے۔ اگر ابولہب اور اسکی
بیوی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے رستے میں گڑھے
کھودتے اور کانٹے بچھاتے تھے۔ تو احمد
(علیہ السلام) کے بنو عم مسجد کے دروازے کے آگے
دیوار اٹھاتے۔ اور کھونٹے اور کیلیں گاڑتے
تھے اسلیے کہ ان چچیرے بھائی کے پاس آنے
والے مسجد میں نہ آ سکیں۔ اگر آ جائیں تو سیدھے
رستے سے نہیں بلکہ ایک لمبا چکر کاٹ کر ایک محلہ
کو عبور کر کے جائیں۔ اگر مسجد میں جانا چاہیں۔
ان کھونٹوں کے گاڑنے کی غرض یہ تھی کہ اگر مسجد
میں اندھیرے میں کوئی آئے یا جائے تو ٹھوکر کھاکر
سر اور مونھ کو زخمی کر لے۔ یہ اور اسی قسم کے
سینکڑوں زخم آپ کو آپ کے خدام کو پہنچائے
جاتے ہیں۔ آخر مقدمہ سرکار میں جاتا ہے
ان کی شرارت ثابت ہوتی ہے۔ سرکار ڈگری
کرتی ہے۔ قریب ہے کہ مال نیلام کیا جائے۔
اُسوقت وہی بھائی دوڑتا ہوا حضرت اقدس کے
پاس پہنچتا ہے۔ اور نہایت مسترحمانہ انداز میں
کہتا ہے "آپ میرے بھائی ہیں۔ میرے
پاس روپیہ نہیں۔ کیا آپ میرے اسباب کی
قرقی کرائیں گے" آپ فرماتے ہیں "اچھا ہم نے
معاف کیا" آپ کے مختار تب جاتے ہیں اور
صرف اس قدر کہنے پر آپ ان تمام تکالیف
کو بھلا دیتے ہیں۔ جو سال ہا سال سے آپ کو